# غیر عالم کا وعظ کہنا

وعظ گوئی اور تذکیر دین کا عظیمُ الشان رکن ہے، جو شخص قرآن و حدیث کا عالم نہ ہو وہ اس منصب کا اہل نہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

جب نااہلوں کو کام سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔[1]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ يَحْتَاجُ إِلَى خَمْسَةِ أَشْيَاءَ، أَوَّلُهَا: الْعِلْمُ لِأَنَّ الْجَاهِلَ لَا يُحْسِنُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ۔

امر بالمعروف (وعظ گوئی) کے لئے پانچ شرطیں ہیں جن میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عالم ہو اس لئے کہ جاہل اچھے طریقہ سے امر بالمعروف نہیں کر سکتا۔[2]

روح المعانی میں ہے:

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (یوسف ۱۰۸)

ترجمہ: تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف علم کے ساتھ اور حجت کے ساتھ بلاتا ہوں میں اور جو میری تابعداری کرتے ہیں وہ بھی علم اور بصیرت کے ساتھ دعوت دیں گے۔ (تو دعوت الی اللہ بصیرت کے ساتھ دینی چاہیئے یعنی علم کے ساتھ)۔

---

1 (بخاری شریف ج ۱ ص ۱٤ پ ۱)

2 (فتاویٰ عالمگیری ج٦ ص ۳۵۳ کتاب الکراھیۃ الباب السابع عشر)

وفي الآية إشارة إلى أنه ينبغي للداعي إلى الله تعالى أن يكون عارفا بطريق الإيصال إليه سبحانه عالما بما يجب له تعالى و مايجوز و مايمتنع عليه جل شأنه، و الدعاة إلى الله تعالى اليوم من هؤلاء الذين نصبوا أنفسهم إلى الإرشاد بزعمهم أجهل من حمار الحكيم توما، وهم لعمري في ضلالة مدلهمة ومهامه يحار فيها الخريت وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا ولبئس ما كانوا يصنعون۔[3]

اس آیت مبارکہ میں اشارہ ہے کہ دعوت دینے والا عارف ہونا چاہیئے۔ یعنی وہ رب تک پہنچانے کا راستہ جانتا ہو، اور دعوت دینے والا عالم ہو ان چیزوں کا جو اللہ تعالیٰ نے واجب کی ہیں اور جو جائز کی ہیں اور جو منع کی ہیں۔ شیخ محمد آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل دعوت دینے والے جنہوں نے اپنے گمان میں اپنے آپ کو ارشاد کی طرف منسوب کیا ہے، یہ مضبوط گدھے سے بھی زیادہ جاہل ہیں، اور وہ گمان کرتے ہیں کہ اچھے کام میں لگے ہیں، بہت برا ہے وہ جو کر رہے ہیں۔

در مختار میں ہے:

التذكير على المنابر للوعظ و الاتعاظ سنة الانبياء و المرسلين۔

منبر پر بیٹھ کر نصیحت کرنا متأثر کرنے کے لئے اور متاثر ہونے کے لئے انبیاء و مرسلین کا طریقہ ہے (اور ان کے بعد ان کے وارثین علماءِ امت کا منصب ہے)۔[4]

محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

وَیحک کن عاقلاً لا تزاحم القوم بجهلک بعد ما خرجت من الکتاب صعدت تتکلم على الناس هذا امر يحتاج الى إحكام الظاهر و إحكام الباطن ثم الغنى عن الكل۔



[3] (روح المعانی، ج۷، ص ۷۸، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت)

[4] (درمختار مع الشامی ج۵ ص ۲۷۳ قبیل باب احیاء الاموات)

یعنی تجھ پر افسوس! سمجھدار بن! اپنی جہالت لے کر حکمائے امت کے سامنے صف میں مت آ۔ تو مدرسہ سے نکلتے ہی (منبر پر) چڑھ بیٹھا کہ لگا لوگوں کو وعظ کہنے، اس (وعظ گوئی) کے لئے اول ضرورت ہے ظاہری اور باطنی مضبوطی کی (کہ اعمال وعقائد دونوں موافق شرع ہوں) اس کے بعد سب سے مستغنی ہونے کی۔[5]

اور فرماتے ہیں:

**أعمى كيف تداوى اعين الناس؟ اخرس كيف تعلم الناس؟ جاهل كيف تقيم الدين؟ من ليس بحاجب كيف يقيم الناس الى باب الملك۔**

تو خود اندھا ہے پھر لوگوں کے آنکھ کا علاج کیونکر کرے گا؟ تو گونگا ہے پھر لوگوں کو تعلیم کس طرح دے گا؟ اور جاہل ہے پھر دین کو کس طرح درست کر سکے گا؟ جو شخص دربان نہ ہو وہ لوگوں کو شاہی دروازہ تک کیونکر پیش کر سکتا ہے؟۔[6]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**فالتذكير ركن عظيم: الخ۔**

یعنی وعظ گوئی دین میں رکن عظیم ہے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول ﷺ سے فرمایا:

**فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ (الغاشية ۲۱)**

آپ سمجھاتے رہیئے آپ کا کام سمجھانا ہے۔

---

5 (فتح ربانی ص ٤٣٨ مجلس نمبر: ٥٩)

6 (فتح ربانی ص ٤٧٨ مجلس نمبر ٦١)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ (إبراهيم ٥)

ان کو گذشتہ واقعات یاد دلایا کرو۔

تو نص قرانی سے ثابت ہوا کہ تذکیر اور وعظ گوئی عظیم الشان رکن ہے۔

اور فرماتے ہیں:

فاما المذكر فلا بد ان يكون مكلفاً عدلا محدثا مفسراً عالماً بجملة كافية من اخبار السلف الصالحين وسيرتهم ونعنى بالمحدث المشتغل بكتب الحديث وكذلك بالمفسر المشتغل بشرح غريب كتاب الله وتوجيه مشكله وبما روى عن السلف فى تفسيره۔

یعنی واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مکلف یعنی مسلمان عاقل بالغ اور متقی وعادل ہو، قرآن و حدیث کے علوم کا ماہر ہو۔

القصاص والمذکرین میں ہے:

والسادس ان عموم القصاص لا يتحرون الصواب ولا يحترزون من الخطالقلة علمهم وتقواهم فلهذا كره القصص من كرهه۔

عام بیان کرنے والے علم اور تقویٰ کم ہونے کی وجہ سے حق کو تلاش نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے آپ کو خطاء سے بچاتے ہیں، اسی لئے علماء کرام نے ایسے بیان کرنے والے کے بیان کو مکروہ کہا ہے۔

فاما اذا وعظ العالم وقص من يعرف الصحيح من الفاسد فلا كراهة۔

پس جب عالم بیان کرتا ہے تو صحیح کو فاسد سے جدا کر سکتا ہے اس کا بیان مکروہ نہیں ہے۔[7]

---

[7] (القصاص والمذكرين، ج ١، ص ١٦١)

القصاص والمذکرین میں ایک دوسرے مقام پر مزید لکھتے ہیں:

**لا ینبغی ان یقص علی الناس الا العالم المتقن۔**

یعنی نہیں ہے مناسب کہ لوگوں کو تقریر اور بیان کرے مگر جو اچھا عالم دین ہو۔ یعنی جو اچھا عالم ہو تو وہ بیان کرے۔[8]

احیاء علوم الدین میں ہے:

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیطان کے انسان میں داخل ہونے کے راستے بیان کئے ہیں تو شیطان کا انسان میں داخل ہونے کا ایک راستہ عامی یعنی جاہل شخص کا تبلیغ کرنا اور عامی کا علم کے باب میں بولنا شیطان کا انسان میں داخل ہونے کا ایک راستہ ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں:

**فإن هذا وسواس يجده عوام الناس دون العلماء وإنما حق العوام أن يؤمنوا ويسلموا ويشتغلوا بعبادتهم ومعايشهم ويتركوا العلم للعلماء۔**

کہ یہ وساوس عوام الناس میں پیدا ہوتے ہیں علماء کرام میں نہیں پیدا ہوتے عوام کا حق یہ ہے کہ وہ ایمان اور اسلام لائیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دنیاوی معاش میں مشغول رہیں اور علم علماء کے لئے چھوڑ دیں۔

**فالعامی لو یزنی ویسرق کان خیرا له من أن یتکلم فی العلم فإنه من تکلم فی الله وفی دینه من غیر إتقان العلم وقع فی الکفر من حیث لا یدری کمن یرکب لجة البحر وهو لا یعرف السباحة۔**

---

[8] (القصاص والمذکرین، ج ا، ص ۱۸۱)

پس عامی جاہل شخص اگر زنا کرے یا چوری کرے یہ اُس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ میں کلام کرے اس لئے کہ جو مضبوط علم نہیں رکھتا جب وہ علم کلام اور ایمانیات میں کلام کرتا ہے تو وہ کفر میں واقع ہو جائے گا۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کہ کسی کو بحر میں تیرنا نہیں آتا اور کسی نے اس سے کہا کہ بحر میں موتی ہیں تو یہ شخص اگر بحر میں چھلانگ لگاتا ہے تو ہلاک ہو جائے گا موتی کو نہیں پائے گا۔ اسی طرح تبلیغ بھی ہے کہ تبلیغ کرنے میں بہت ثواب ہے لیکن اس کے لئے علم ضروری ہے، اگر علم نہ ہو اور تبلیغ شروع کی تو ثواب کیا ہو سکتا ہے کہ وہ موجودہ ایمان بھی ختم ہو جائے گا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فرمایا کہ عامی جاہل شخص کو زنا اور چوری تبلیغ کرنے سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زناکار جو زنا کرتا ہے اور چور جو چوری کرتا ہے تو وہ اسے گناہ سمجھتا ہے اور کبھی اس سے توبہ بھی کرتا ہے لیکن جاہل تبلیغی اپنی اس تبلیغ کو گناہ نہیں سمجھتا بلکہ ثواب کا کام سمجھتا ہے بلکہ اپنے آپ کو جنت کا ٹھیکیدار سمجھتا ہے۔ جاہل عامی کا علم میں کلام کرنا قطعی حرام نہیں بلکہ کراہت میں شامل ہے۔[9]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

**وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران ۱۰۴)**

ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے اور یہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔

---

[9] (احیاءعلوم الدین، ج ۴، ص ۳۵)

مِنْکُمْ میں راجح تفسیر یہی ہے کہ مِنْ تبعیضیہ ہے مِنْ تبیینہ نہیں ہے تو پھر آیت کا معنی یہ بنے گا کہ تم میں سے بعض ایسے ہونے چاہیئیں کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور ان بعض سے علماء کرام مراد ہیں۔چند تائیدات پیش کرتاہوں کہ مِنْ سے مِنْ تبعیضیہ مراد ہے۔

تفسیر القرطبی میں ہے:

قد مضى القول فی الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر فی هذه السورة۔ و"من" فی قوله "منكم" للتبعيض، ومعناه أن الآمرين يجب أن يكونوا علماء وليس كل الناس علماء۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ میں مِنْ تبعیضیہ ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور بعض سے مراد علماء کرام ہیں اور تمام لوگ علماء نہیں ہیں، تو کس طرح تمام لوگ تبلیغ پر مأمور ہوسکتے ہیں؟

وقيل: لبيان الجنس، والمعنى لتكونوا كلكم كذلک۔

اور کسی نے کہا کہ جنس کے لئے ہے تو پھر معنی یہ ہوگا کہ تمام لوگ تبلیغ پر مأمور ہیں۔

قلت: القول الأول أصح؛ فإنه يدل على أن الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر فرض على الكفاية۔

تو میں یہ کہتاہوں کہ پہلے والا قول اصح ہے اس لئے کہ پہلے والا قول امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کفایہ ہونے پر دلالت کرتاہے۔[10]

تفسیر السعدی میں ہے:

ويدخل في ذلک العلماء المعلمون للدين، والوعاظ الذين يدعون أهل الأديان إلى الدخول في دين الإسلام، ويدعون المنحرفين إلى الاستقامة، والمجاهدون في سبيل الله، والمتصدون لتفقد أحوال الناس وإلزامهم بالشرع كالصلوات الخمس والزكاة والصوم

---

[10] (تفسیر القرطبی، ج۴، ص ۱۶۵)

والحج وغير ذلک من شرائع الإسلام، وكتفقد المكاييل والموازين وتفقد أهل الأسواق ومنعهم من الغش والمعاملات الباطلة۔

کہ اس مذکورہ آیت میں علماء کرام اور دین کے معلمین، اور وہ مقررین جو دیگر ادیان والوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں اور منحرفین کو استقامت کی طرف بلاتے ہیں اور مجاہدین فی سبیل اللہ الخ یہ سب مذکورہ آیت میں داخل ہیں۔

وكل هذه الأمور من فروض الكفايات كما تدل عليه الآية الكريمة في قوله {ولتكن منكم أمة} إلخ أي: لتكن منكم جماعة يحصل المقصود بهم في هذه الأشياء المذكورة، ومن المعلوم المتقرر أن الأمر بالشيء أمر به وبما لا يتم إلا به فكل ما تتوقف هذه الأشياء عليه فهو مأمور به، كالاستعداد للجهاد بأنواع العدد التي يحصل بها نكاية الأعداء وعز الإسلام، وتعلم العلم الذي يحصل به الدعوة إلى الخير وسائلها ومقاصدها، وبناء المدارس للإرشاد والعلم۔

مذکورہ تمام امور فرض کفایہ میں شامل ہیں جیسے کہ ولتكن منكم امة، الخ کی آیت اس پر دال ہے جہاد کے لئے مختلف قسم کے اسلحہ بنانا جس کے ذریعے دشمن کو شکست دے سکیں اور اسلام کی سربلند ہوں اسی طرح علم حاصل کرنا جس کے ذریعے دشمن کو شکست دے سکیں اور اسلام کی سربلندی ہو۔ اسی طرح علم حاصل کرنا جس کے ذریعے خیر کی طرف دعوت دیں اور اسی طرح علم حاصل کرنے کے وسائل اور مقاصد اور مدارس کی بناء ارشاد کے لئے خانقاہیں جن میں علم تصوف ہوتا ہے اور مدارس جن میں علم ظاہر حاصل ہوتا ہے، یہ تمام مذکورہ آیت کے تحت داخل ہیں۔[11]

اس عبارت کو اس لئے پیش کیا کہ مدارس، خانقاہوں اور جہادی تربیتی مراکز یہ سب خیر کی طرف دعوت میں شامل ہیں۔

---

[11] (تفسیر السعدی، ج ۱، ص ۱۴۲)

زاد المسیر فی علم التفسیر میں ہے:

قوله تعالیٰ کنتم خیت أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر قال ویجوز أن یکون أمر منهم فرقة لأن الدعاة ینبغی أن یکونوا علماء بما یدعون إلیه۔

زاد المسیر کے مصنف فرماتے ہیں کہ جائز ہے کہ اس سے ایک گروہ مراد ہو اس لئے مناسب ہے کہ دعوت دینے والے علماء کرام ہوں۔

ولیس الخلق كلهم علماء والعلم ینوب بعض الناس فیه عن بعض كالجهاد۔[12]

اسی طرح فتح القدیر للشوکانی میں ہے:

ولتكن منكم ومن فی قوله منكم للتبعیض وقیل لبیان الجنس ورجح الاول بأن الامر بالمعروف والنهی عن المنكر من فروض الكفایات یختص باهل العلم الذین یعرفون كون ما یامرون به معروفا وینهون عنه منكرا قال القرطبی: الاول اصح فانه یدل علی ان الامر بالمعروف والنهی عن المنكر فرض علی الكفایة۔[13]

تفسیر الکشاف مع الحواشی میں ہے:

من للتبعیض لان الامر بالمعروف والنهی عن المنكر من فروض الكفایات ولانه لا یصلح له الا من علم المعروف والمنكر فان الجاهل وبما نهی عن معروف وامر بمنكر۔[14]

حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہُ العزیز سے اسی طرح کا ایک سوال کیا گیا کہ:

"کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے"؟

[12] (زاد المسیر فی علم التفسیر، ج ۱، ص ۳۹۱)

[13] (فتح القدیر للشوکانی، ج ۲، ص ۸)

[14] (تفسیر الکشاف مع الحواشی، ج ۱، ص ۳۹۲)

آپ نے فرمایا:

غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔

پھر سوال کیا گیا:

"عالم کی کیا تعریف ہے"؟

آپ نے فرمایا:

عالم کی تعریف یہ ہے کہ:

"عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے"۔

پھر سوال ہوا:

کتب بینی ہی سے علم حاصل ہوتا ہے؟

فرمایا اعلیٰ حضرت نے:

یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔[15]

امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: "جاہِل اُردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالِم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اِس میں حَرَج نہیں"۔[16]

امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: "جاہِل اُردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالِم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اِس میں حَرَج نہیں"۔

---

15 (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر 252/251 مطبوعہ مکتبہ جام نور دھلی)

16 (فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص ۴۰۹)

مزید فرماتے ہیں: جاہل خود بیان کرنے بیٹھے تو اُسے وعظ کہنا حرام ہے اور اُس کا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اُسے منبر سے اُتار دیں کہ اِس میں **نَھْیِ مُنکَر** (یعنی بُرائی سے منع کرنا) ہے اور **نَھْیِ مُنکَر واجب**۔

اسی طرح کا ایک سوال فقیہہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ سے ہوا:

چنانچہ! حضور فقیہہ ملت فرماتے ہیں کہ:

اگر مستند (سند یافتہ) عالم نہ ہو مگر دینی معلومات اور احکام شرعیہ سے واقفیت رکھتا ہو تو اس کو تقریر کرنا جائز ہے اور اگر نام کا مستند عالم ہو مگر دینی معلومات اور احکام شرعیہ سے واقفیت نہ رکھتا ہو اسے تقریر کرنا جائز نہیں۔[17]

سلفِ صالحین، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے صحیح حالات اور ان کی صحیح سیرت کا علم رکھتا ہو، محدث سے مراد یہ ہے کہ کتبِ حدیث یعنی صحاح ستہ (بخاری و مسلم، ترمذی، ابو دائود، نسائی، ابن ماجہ) وغیرہ سے شغل رکھتا ہو، صحیح ضعیف اور موضوع احادیث میں امتیاز کر سکتا ہو اور یہ علوم کامل استاد سے حاصل کئے ہوں، اور مفسر سے یہ مراد ہے کہ قرآن کی تفسیر آیات مشکلہ کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو۔[18]

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

**لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا أَتَاهُمُ الْعِلْمُ مِنْ قِبَلِ أَكَابِرِهِمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ مِنْ قِبَلِ أَصَاغِرِهِمْ هَلَكُوا۔**

---

[17] (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر 533)

[18] (القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ص ۱۳۸، تا ص ۱۴۰ فصل نمبر ۱۰)

یعنی جب تک لوگوں کے سامنے کاملین کا علم رہے گا وہ دین میں ترقی کرتے رہیں گے، اور جب نا واقفوں کا علم شروع ہوگا تو برباد ہو جائیں گے۔[19]

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن امام ربیعہ کو بہت رونا آیا وجہ دریافت کی تو فرمایا: اس لئے رو رہا ہوں کہ دین کی باتیں جاہلوں سے پوچھی جارہی ہیں اور یہی گمراہی کی علامت ہے۔[20]

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ



19 (جامع بیان العلم ج ا ص ۱۵۹، ترجمان السنہ ج ا ص ٤٤ حاشیہ نمبر ۲)

20 (الاعتصام ج ا ص ١٤٩)